THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the November 04, 2013
(98th Session)
Volume X, No. 06
(Nos. 01-10)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………	1
2.	Leave of Absence…………………………………...	2
3.	Resolution: Eradication of Child Labour in the Country..	3-17
4.	Points of Order:	
	i. Regarding Drone Attacks and Dialogue with Taliban……………………………………..	18-28
	ii. Problems in CINCs and Passports for the People of Balochistan……………...........	29-31

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X SP.X (06)/2013
No. 06 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, the November 04, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fourty five minutes past four in the evening with Mr. Presiding Officer (Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ
فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ
بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ
مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ
جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے ربِ کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے (رحم مادر کے اندر ایک نطفہ میں سے) تجھے پیدا کیا، پھر اس نے تجھے (اعضا سازی کے لیے ابتداءً) درست اور سیدھا کیا، پھر وہ تیری ساخت میں متناسب تبدیلی لایا۔ جس صورت میں بھی چاہا اس نے تجھے ترکیب

دے دیا۔ حقیقت تو یہ ہے (اور) تم اس کے برعکس روزِ جزا کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ (جو) بہت معزز ہیں (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیں۔ وہ ان (تمام کاموں) کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ بے شک نیکو کار جنتِ نعمت میں ہوں گے۔ اور بے شک بدکار دوزخِ (سوزاں) میں ہوں گے۔

(سورۃ الانفطار: آیات 6 تا 14)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .Leave applications

Leave of Absence

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید ظفر علی شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 31 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 اکتوبر تا یکم نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر حاجی محمد عدیل صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 4 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا تنویر حسین وفاقی وزیر برائے دفاعی پیداوار نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 6 نومبر تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

We move to Item No. 2. Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi would like to move a resolution. Col. (R) Syed Tahir Mashhadi *sahib*.

Resolution: Eradication of Child Labour in the Country

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you sir. I would like to move a resolution that:

> "This House recommends that effective steps be taken to eradicate child labour in the country".

سینیٹر مختیار احمد دھامرا (عاجز): جناب چیئرمین! کورم پورا نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Count be made.

(At this stage count was made)

Mr. Presiding Officer: The House is in order. Raja sa*hib*.

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق (قائد ایوان): جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ آج minimum quorum سے بھی چھ سات ممبران تعداد میں زیادہ ہیں لیکن اس کے باوجود میں اپوزیشن سے ایک مرتبہ پھر اپیل کرتا ہوں۔ آج میں Leader of the Opposition اور سینیٹر رضا ربانی صاحب سے بھی ملا تھا اور اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان معاملات کو باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ آگے چلایا جائے، بہت سارے معاملات تو پہلے بھی تھے۔ انہوں نے جو ایجنڈا طے کیا تھا کہ ہمیں ملک میں security situation پر brief کیا جائے، اس کے بعد دو دن اس پر discussion ہو، اس کے بعد ملک کی اقتصادی صورت حال پر brief کیا جائے اور اگر IMF کے ساتھ

کوئی conditionality ہے یا نہیں ہے، وہ بھی discuss کی جائے، اس کے بعد وزیراعظم صاحب کا امریکہ کا دورہ اور اس طرح کے حالات۔ اس پر میں نے یہ ترتیب دیا تھا کہ جس طرح House Business Advisory Committee کی meeting میں فیصلہ ہوا ہے، ہم اسی کے مطابق چلیں گے اور چلنا بھی چاہیے کیونکہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے جن حضرات کو منتخب کر کے ان ایوانوں میں بھیجا ہے، کیا وہ ہماری باتوں کو بھی کوئی اہمیت دیتے ہیں اور ان پر بھی کوئی بات ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ پرسوں جو ڈرون حملہ ہوا، یہ ایک الگ issue ہے جس کی اپنی implications بھی ہیں، اس کی national and international implications بھی ہیں اور آئندہ کیا کرنا ہے؟ یہ معاملہ قومی اسمبلی میں بھی آئے گا، اس کا اجلاس بھی آج سے شروع ہو رہا ہے۔ میں اُن سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہماری درخواست پر تشریف لائیں اور ان معاملات کو احسن طریقے سے چلایا جائے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اُس دن جو کمیٹی گئی تھی، وہ کمیٹی دوبارہ ان سے بات کرنے کے لیے تیار ہے۔

جناب **پریذائیڈنگ آفیسر**: قائد ایوان نے بہت اچھی suggestion دی ہے۔ میں تو یہی گزارش کروں گا کہ وہ کمیٹی جس میں ہمارے محترم ممبران شامل ہیں، وہ دوبارہ کوشش کریں تاکہ اپوزیشن کا boycott ختم کروایا جا سکے۔ قوم جس طرح current national issues face کر رہی ہے and people are looking at us that how we behave? میری کمیٹی کے معزز ممبران سے یہی گزارش ہو گی کہ وہ کوشش کریں کہ معزز اپوزیشن ممبران آج کے اجلاس میں تشریف لائیں اور ایوان کو چلایا جا سکے۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں نے اس دن بھی یہ گزارش کی تھی کہ چوہدری نثار صاحب نے اسی وقت یہ کوشش کی تھی کہ کسی طرح اپوزیشن کو satisfy کیا جائے۔ ان figures کے بارے میں جو بات ہو رہی تھی، میں نے اس دن کا record نکلوایا ہے۔ چوہدری نثار صاحب کے یہ الفاظ ہیں کہ؛

> 'اس بارے میں ان کے جو بھی concerns ہیں، ان کو سامنے رکھ کر انہوں نے جو گنتی یہاں پر گنی ہے، میں پھر صوبائی حکومت کو لکھواتا ہوں کہ وہ ان

figures کو دوبارہ check کریں۔ میں اس بات کو دوبارہ دہراتا ہوں کہ یہ figures ہمیں خیبر پختونخوا کی طرف سے آئے ہیں، ہم ان کو مزید check کرا لیتے ہیں'

انہوں نے یہ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ بات تو اس سے بھی واضح ہے، بہر حال جیسے آپ نے فرمایا کہ پھر بھی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔ اس وقت قوم کے سامنے اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے۔ میں کمیٹی کے ممبران سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ وہ تشریف لے جائیں اور اپوزیشن کے معزز ممبران سے بات کریں کیونکہ وہ ایوان کا ایک اہم جزو ہیں۔

(اس موقع پر متعلقہ کمیٹی کے ممبران اپوزیشن کو منانے کے لیے ایوان سے چلے گئے)

سینیٹر نسرین جلیل: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے جو کمیٹی تشکیل دی ہے، یہ کمیٹی چوہدری نثار صاحب سے بھی بات کرے that he should not make it a point of ego اور وہ یہاں آئیں۔ چوہدری نثار صاحب سے بھی بات ہونی چاہیے، صرف اپوزیشن سے نہیں ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Leader of the House تشریف رکھتے ہیں، ان سے بات چل رہی ہے، انشاءاللہ یہ کر کے آتے ہیں تو انہیں apprise کرتے ہیں۔

Col. *sahib*, you may continue.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں on behalf of Muttahida Qaumi Movement جو اس august House میں ایک independent group ہے، ان سے درخواست کروں گا کہ honourable Opposition جسے parliamentary democracy میں ان کو پورا حق ہے کہ وہ ہر قسم کا احتجاج کرنے کا پورا حق ہے، walk out کر سکتے ہیں، boycott کر سکتے ہیں، پھر بھی in the interest of احتجاج کر سکتے ہیں،

جو قوم کے سامنے ہیں، the nation, in the interest of these burning issues مہنگائی، بے روزگاری، ڈرون حملے، دہشت گردی، ,economyان سب points کو یہاں discuss کرنا ہے، اس لیے kindly وہ تشریف لائیں۔ میں چوہدری نثار صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی ان کی طرف تھوڑا سا ہاتھ بڑھائیں تاکہ اس معاملے کو جلد از جلد resolve کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین! میں اپنی resolution کی طرف واپس آتا ہوں۔ ہمارے گھر کا جو بچہ ہوتا ہے، اس کے پاس کیا ہے؟ اس کی innocence ہوتی ہے، اس کی childhood ہوتی ہے اور ہم اسے ہی appreciate کرتے ہیں کہ اس بچے کا بچپنا دیکھو، اس کی معصومیت دیکھو child labour یہی دو چیزیں بھی بچوں سے چھین لیتے ہیں۔ اگر آپ کسی بچے سے اور کسی انسان سے اس کا بچپنا اور معصومیت چھین لیں گے۔ اس کے بچپن میں تو آپ سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ Child labour ہمارے ملک میں ایک لعنت ہے۔ ہمارے بچوں کو اس طرح استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں ہم سب ملوث ہیں۔ اس میں بچوں کے parents بھی شامل ہیں کیونکہ مالی حالت ایسی ہے کہ لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ میسر نہیں ہے۔ حکومت بھی اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کر رہی ہے کہ جس سے مہنگائی ختم ہو یا کسی کا کوئی روزگار بڑھے تو وہ بے چارے اپنے بچوں کو مشقت کے لیے بھیجنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہاں! مجبوری تو ہے مگر بڑے بڑے کارخانہ دار، بڑے بڑے سرمایہ دار، بڑے بڑے اچھے لوگ اور ہم سب ایک طرح یا کسی نہ کسی طرح قصوروار ہیں کہ ہم اپنے گھروں میں بچوں کو رکھ لیتے ہیں اور زمین پر سلاتے ہیں اور ان کو کھانا بھی بچا کھچا دیتے ہیں، ہر 5 میں سے 3 بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ physical torture کیا جاتا ہے یا ان کے ساتھ sexual molestation کی جاتی ہے اور اس قسم کے ظلم ہمارے بچے برداشت کرتے ہیں کیونکہ مجبوری کی وجہ سے اور حکومت کی خاموشی کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے، ہماری آنے والی نسلوں کی طرف حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے۔ جو حکومتیں اپنی آنے والی نسلوں کی طرف توجہ نہیں دیں گی وہ اپنے ملک کا نقصان تو ایک طرف وہ اپنے ملک کو بہت خطرناک راستے پر لے کر جا رہی ہیں اور یہ ہمارے بچے مزدوری کرتے ہیں اور ایسی ایسی مزدوری کرتے ہیں، 70% بچے جو قالین بناتے ہیں وہ ٹی بی کے مریض ہو جاتے ہیں۔ یہ historical facts ہیں، یہ undisputed facts ہیں ان کے ساتھ ہر قسم کا ظلم ہوتا ہے، under nourished ہیں، under paid ہیں اور under looked after ہیں۔ ان کا بچپنا تو آپ نے چھین لیا ہے اور ان

کے بچپن کی ہر خوشی تو آپ نے چھین لی ہے۔ان کو صبح سے لے کر رات تک آپ مزدوری کروائیں گے تو وہ بچہ بڑا ہو کر کیا نکلے گا؟ کیسا بڑا انسان بنے گا۔ کیا وہ پاکستان کی ترقی میں کوئی حصہ لے گا یا پاکستان کی سالمیت میں یا پاکستان کی خوشیوں میں وہ حصہ لے سکتا ہے؟ جب اس نے صرف دکھ اور درد دیکھا ہے، بھوک دیکھی ہے، مار دیکھی ہے اور پٹائی دیکھی ہے، sexual harassment دیکھی ہے تو اس غریب بچے کے لیے ابھی تک ہماری حکومت نے کوئی قانون ہی نہیں بنایا۔ کم از کم قانون بنانا شروع کرو۔ بہت اچھا ہے کہ last Government نے خواتین کی حفاظت کے لیے Bills پاس کیے ہیں۔ یہ اچھی چیزیں ہیں۔ یہ steps in the right direction ہیں۔ ان بچوں کے لیے بھی یہ سب کچھ کرنا چاہیے۔ یہ کمزور segments of society جو ہیں ان کو حکومت کی مدد اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ہمارے ہاں تو صرف زمینداروں کو اور landlords اور بڑے بڑے کارخانہ داروں کو اور بڑے بڑے وڈیروں کو پوچھا جاتا ہے اور غریب کے بچوں کی طرف تو کوئی دیکھتا بھی نہیں ہے مگر یہی غریب بچے پاکستان کے بچے ہیں، یہ پاکستانیوں کے بچے ہیں اور ان کا حق ہے کہ ان کو ہر قسم کی protection ہو۔ یہ protection کون دے گا؟ یہ protection حکومت پاکستان نے دینی ہے۔ حکومت پاکستان نے جاگنا ہے، حکومت پاکستان نے توجہ دینی ہے اپنے بچوں کی طرف اور child labour کو eradicate کرنا ہے، ختم کرنا ہے اور اس کے لیے آپ کو face out کرنا پڑے گا۔ ٹھیک ہے، میں مانتا ہوں کہ ایک دن میں آپ نہیں کر سکتے ہیں مگر ہزار میل کا سفر بھی پہلے قدم سے شروع ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے ان کی protection کے لیے پہلا قانون آپ لے آئیں کہ کوئی بچہ جس کی عمر دس سال سے کم ہو اس کو کسی کارخانے میں نوکری نہیں ملے گی۔ اس کے بعد جب یہ آپ achieve کر لیں تو پھر آپ جائیں سولہ سال کی عمر تک اور پھر آپ دیکھیں کہ یہ قوم کیسے بڑھتی ہے۔ پھر آپ دیکھیں کہ ان بچوں میں سے، ان پاکستانیوں کے غریب بچوں میں سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اس ملک کو مضبوط بھی بنائیں گے اور اس ملک میں انصاف بھی لائیں گے اور اس ملک میں مہنگائی بھی ختم کروائیں گے اور دکھ درد بھی ختم کروائیں گے۔ ایک دوسرے کا ساتھ بڑھائیں گے اور ملک کی سالمیت کے لیے لڑیں گے اور unity لائیں گے۔ مگر اس کے لیے حکومت نے کوئی ایکشن لینا ہے اور جب تک ہم ایکشن نہیں لیں گے پاکستان کے عوام اس حکومت کو اور آنے والی حکومتوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے کیونکہ آپ ہمارے بچوں کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ وہ کسی غریب کا بچہ نہیں ہے، وہ

میرا بچہ ہے، وہ Leader of the House کا بچہ ہے اور وہ جناب چیئرمین! آپ کا بچہ ہے۔
Thank you very much Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محترم حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب نے بڑے ہی اہم انسانی مسئلے کی طرف توجہ دلوائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی انسان بچے کو کسی دوسرے کے پاس خاص طور پر چھوٹے بچوں کو کام کرنے کے لیے نہیں بھیجتا جب تک وہ معاشی طور پر اس کے لیے مجبور نہ ہو بلکہ آپ کو بھی ذاتی طور پر علم ہوگا کہ ہمارے ملک میں صنعت نہیں ہے، بہت کم صنعت ہے اور اگر کوئی صنعت پورے ملک میں موجود ہے تو وہ اینٹیں بنانے والے بھٹے ہیں۔ جتنے اینٹیں بنانے والے بھٹے ہیں ماں باپ بھی وہاں جاتے ہیں اور ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی لے جاتے ہیں۔ یہ چھوٹے بچے وہاں کام کرتے ہیں اور وہ کام کرنے پر مجبور ہیں۔ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔غربت ختم ہوگی تو تعلیم آئے گی۔ وسائل ہوں گے تو بچوں کو تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔ ہر ماں باپ چاہتے ہیں کہ بچوں کو تعلیم دی جائے لیکن اگر ان کے پاس وسائل نہ ہوں تو وہ کیسے اپنے بچوں کو تعلیم دیں گے۔ ہمارے جتنے خوشحال لوگ ہیں، بد قسمتی ہماری یہ ہے کہ ہم اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کے عادی نہیں ہیں بلکہ اپنے کام کو اپنے ہاتھ سے کرنے کو ہم توہین سمجھتے ہیں۔ جو بھی خوشحال ہو گیا خاص طور پر ہماری خواتین، وہ اپنے کام کو اپنے ہاتھ سے نہیں کرتیں اور اس کے لیے وہ اپنے گرد و نواح سے جتنے بھی بچے میسر ہوں وہ ان کو ملازم رکھتی ہیں۔ اب جس کو ملازم رکھا اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ اس کے کام کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بد سلوکی ہوتی ہے، ان کو اچھی خوراک نہیں دی جاتی، ان کو پہننے کے لیے اچھے کپڑے نہیں دیے جاتے اور ان کی عزت نفس کا احساس نہیں ہوتا۔ ان کے ساتھ ہزار قسم کی زیادتیاں ہوتی ہیں لیکن اس ملک میں جرم یہ ہے کہ غریب ہونا یا غریب کے گھر پیدا ہونا جرم ہے۔ اس کی سزا وہ بچے برداشت کرتے ہیں۔ جس چیز کی طرف سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب نے توجہ دلائی ہے، ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد سے یہاں بہت کم کارخانے ہیں بلکہ سچی بات یہ ہے کہ یہ تھوڑے بہت کارخانے جو PPP کی حکومت نے nationalize کیے تھے انہیں پھر اسی PPP کی حکومت نے denationalize کرنے کی بھی کوشش کی۔ جب کارخانے نہیں ہوں گے یہ محض بچے نہیں، میں ایک چھوٹے شہر میں رہتا ہوں آپ

یقین کیجیے، بڑے شہروں، فیصل آباد وغیرہ میں خواتین بھی کارخانوں میں جا کر کام کر لیتی ہیں لیکن چھوٹے شہروں میں خواتین کو بھی کام نہیں ملتا، پھر چھوٹے بچے مجبوراً گھریلو کام کرتے ہیں۔ گھریلو کام کرنے سے ان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے، تعلیم سے بھی محروم ہوتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ ان کے ساتھ انسانیت سے گرا ہوا سلوک بھی ہوتا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو دوسرے انسانوں کو انسان سمجھتے ہیں؟ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم دوسروں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ جناب! سچی بات تو یہ ہے کہ کبھی میرے گھر میں بھی کوئی اس طرح کا بچہ آیا تو ہم نے کوشش کی کہ اس کو اپنے بچوں کے ساتھ سکول بھیجیں، اسے سکول کی تعلیم دیں۔ جب وہ ہمارے گھر کا کام چھوڑ کر اپنے گھر چلی یا چلا گیا تو اپنے گھر جاتے ہی ان کی تعلیم ختم ہو گئی۔ یہ تعلیم سے محروم ہوتے ہیں اور انسانی سلوک سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہر قسم کی زیادتی کی جاتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس ملک میں معاشی حالات بہتر بنائے جائیں تا کہ لوگ اپنے بچوں کو اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں پیسے کی خاطر جھونکنے کی بجائے تعلیم کے لیے بھیجیں۔ جناب! ہمارے ہاں جو صنعت ہے وہ اینٹیں بنانے والے بھٹے ہیں۔ اکثر اوقات والدین اپنے بچوں کو لے کر وہاں کام کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ اس بارے میں حکومت کیا موثر اقدام اٹھائے گی۔ اگر industry لگائے تو وہاں پر کوئی labour union ہو گی، labour کے حقوق کی حفاظت ہو گی اور مزدور خواتین و مردوں کے حقوق کی حفاظت ہو گی اور اگر وہاں پر بچے ہوں گے تو ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے گا لیکن موجودہ حالات میں بچے بہت ہی بڑی امداد کے مستحق ہیں۔ ہم یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایسے کوئی اقدام اٹھا کر ان کو بند کریں، بند کرنے کا سب سے آسان اور احسن طریقہ یہی ہے کہ ملک سے بے روزگاری ختم کی جائے، غربت کا خاتمہ کیا جائے اور خصوصی طور پر جو چھوٹے بچے ہیں ان کو تعلیم دینے کے لیے سکولوں میں بھیجا جائے تا کہ وہ وہاں سے تعلیم حاصل کر کے اپنے لیے روزگار تلاش کر سکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کے لیے technical education بھی چاہیے اور ہمیں skilled workers بھی پیدا کرنے چاہییں۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ technical education سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن فیصل آباد میں جو خواتین یا مرد رہتے ہیں ان کو کوئی نہ کوئی کام کارخانے میں مل جاتا ہے لیکن جو چھوٹے شہر ہیں وہاں پر کوئی کارخانہ نہیں ہے اور خواتین کو کوئی کام نہیں ملتا۔

غریب لوگ مجبور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو چھوٹے موٹے کام پر بھیجیں۔ لہذا بے روزگاری کا خاتمہ ہونا چاہیے اس کے لیے industrialization بھی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ انسانوں کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک ہونا چاہیے، بچوں کے حقوق کی طرف خصوصی طور پر توجہ دینی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ کوئی اور معزز ممبر اگر کچھ کہنا چاہے۔ جی چوہدری جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرے معزز colleagues نے بڑی تفصیل سے اس اہم موضوع پر بات کی ہے۔ میں اس حوالے سے صرف ایک چیز add کروں گا کہ جنوبی پنجاب میں، کیوں کہ یہاں پر بچوں کا ذکر ہوا ہے، وہاں چھوٹے بچوں کو U.A.E کی ریاستوں میں بھیجا جاتا تھا۔ یہ بچے یہاں سے smuggle کر کے وہاں بھیجے جاتے تھے اور وہ وہاں اونٹ ریس میں استعمال کیے جاتے تھے۔ ان بچوں کے والدین کو بڑا معاوضہ دیا جاتا تھا۔ میرے کہنے کا یہ مقصد ہے کہ بجائے میں repetition کروں لیکن میں نے اگلے روز بھی یہ بات کی تھی کہ ہماری ذمہ داری بحیثیت سینیٹ اور نیشنل اسمبلی یا ان میں سے کوئی بھی ایوان ہو یہاں تک محدود نہیں کہ ہم resolutions لائیں، discussions کریں، آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ بات سنی سنائی اور پھر آگے بھیج دی اور اس کے بعد یہی resolutions سرد خانے میں چلے جاتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے جیسے کہ میرے دوست نے کہا کہ براہ مہربانی آپ آج ایک نیا طریقہ استعمال کریں۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس resolution کو جو سینیٹ سے pass ہونے جا رہی ہے، ظاہر ہے اس پر کوئی اختلاف نہیں کرے گا، اس کو آپ human rights کی Select Committee میں بھیجیں اور وہ examine کرے کہ کس قسم کی قانون سازی ہونی چاہیے اور اس کی رپورٹ کے مطابق اسے سینیٹ سے pass کرایا جائے اور اس کے بعد وہ نیشنل اسمبلی میں بھیجا جائے، جناب چیئرمین! کوئی ٹھوس کام کیا جائے اور جب آپ یہ چیزیں کریں گے تو Standing Committees کی بھی اہمیت ہو گی، اس پارلیمانی نظام کی اہمیت بھی ہو گی اور یہ پارلیمانی نظام اور Standing Committees مضبوط بھی ہوں گی اور عوام کی صحیح ترجمانی یہ Houses کر رہے ہوں گے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: As far as I know as a student of law, there is a Child Labour Law.

ابھی اس کی implementation کی ضرورت ہے اور further آپ نے suggestion بھی دی ہے

so it can be improved with the passage of time according to the given circumstances. Thank you very much.

I now put the resolution before the House.

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: جناب چیئرمین صاحب! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Sorry, I have not seen you and sorry for that. Yes, Shah *sahib*.

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی۔ جناب! مشہدی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے کہ موثر اقدامات لیے جائیں تا کہ child labour اس ملک سے ختم ہو جائے۔ ہمیں پہلے اس چیز کا جائزہ لینا چاہیے کہ اب تک ساٹھ، پینسٹھ سال کے عرصے میں پاکستان سے child labour کیوں eliminate نہیں ہو سکی۔ ہماری کمزوریاں یا کوتاہیاں کیا ہیں، ان کی نشان دہی کی جائے۔ کیا اس میں قانون سازی کی ضرورت ہے یا نہیں ہے یا قانون ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ اس میں بنیادی طور پر یہ دیکھنا چاہیے کہ لوگ child labour میں کیوں ملوث ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ دیہاتوں یا شہروں میں یہ ہے کہ بچے اس لیے ملازمت کے مواقع ڈھونڈتے ہیں کیوں کہ ان کا اپنے خاندانوں میں گزر بسر کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ تعلیم کی سہولتیں نہیں ہیں اور اگر آپ نے تعلیم حاصل کر بھی لی تو ملازمت کے مواقع بہت کم ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں جو تعلیمی پالیسی ہے، صنعتی پالیسی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہماری سول سوسائٹی ہے جس میں media کو mobilize کرنے کی ضرورت ہے جس سے ایک سوچ پیدا کی جائے تا کہ بچوں کو ملازمت میں نہ رکھا جائے، چاہے وہ گھریلو ملازمت ہو، صنعت میں ہو، کاروبار میں ہو، اس کے لیے ایک mindset create کرنا ضروری ہے۔

چوہدری جعفر اقبال صاحب نے کہا کہ Human Rights کی Standing Committee کو یہ resolution بھجوا دیں، ان terms and references کے ساتھ کہ وہ جائزہ لے کہ اس میں کوئی legislation کی کوتاہی اور کمزوری ہے یا عمل نہیں ہو رہا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کے لیے صرف Human Rights کی کمیٹی نہیں بلکہ تعلیم اور صنعتوں کی Standing Committees کو بھی یہ کام تفویض کیا جائے کہ آخر قانون ہونے کے باوجود بھی اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت کے جو نجی ادارے ہیں ان کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اس قرار داد میں اس وضاحت کی ضرورت ہے جیسے مشہدی صاحب نے کہا ہے کہ جی آپ effective steps لیں، ابھی یہ effective steps کون سے ہونے چاہییں۔ لہذا اس قرار داد میں یہ وضاحت کرنا بہت ضروری ہے کہ کس قسم کے اقدامات لیے جانے چاہییں، کیوں کہ اس کی wording بہت vague اور ambiguous ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس کے لیے قانون سازی کرنی چاہیے، اس پر عمل درآمد کرنے میں کوتاہی ہے اور کون سے اقدامات لینے چاہییں۔

جناب چیئرمین! یہ بڑی اچھی قرارداد ہے لیکن اس میں کچھ ترمیم کی ضرورت ہے جس کے لیے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں کون سے effective steps لینے چاہییں۔ میری گزارش ہے کہ اس میں ایک تو legislative steps ہونے چاہییں، ایک monitoring and oversight ہونی چاہیے کہ جہاں پر قانون موجود ہے تو اس کی implementation کیوں نہیں ہو رہی ۔ اس میں آپ سول سوسائٹی کو ، میڈیا کو ، ٹیچرز کو ، صنعتکاروں کو اور خاص طور پر کاشت کاروں کو آپ اس میں شامل کریں تا کہ child labour پر ایک اجتماعی سوچ رکھنے والے جو لوگ ہیں۔۔۔

(اس موقع پر اذان مغرب سنائی دی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب شاہ صاحب۔

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: میں گزارش یہی کر رہا تھا کہ اگر آپ اس قرارداد کا متن دیکھ لیں، "this House recommends that effective steps be taken" recommends to whom? Recommends to the Federal Government, to what institutions, کیونکہ سفارش تو قرارداد میں یہی ہوتی ہے کہ یہ سفارش فلاں فلاں حکومت کو یا

فلاں ادارے کو کی جارہی ہے۔ اس لیے جناب والا! میں مشہدی صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ اس resolution کی wording جو ہونی چاہیے تھی وہ یہ ہونی چاہیے تھی کہ

"this House recommends to the Federal Government..."

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشہدی صاحب، محترم شاہ صاحب آپ سے مخاطب ہیں۔

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, if we can have the attention of Senator Mashhadi, "that this House recommends".

اگر آپ resolutions کے rules پڑھیں گے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے تو

the recommendation has to be made to somebody. So, when you say that you are making a recommendation then whom you are making a recommendation to. The wording of this resolution should be, "that this House recommends to the Federal Government to take appropriate and effective steps for the purposes of eradicating child labour in the country." This resolution will be incomplete to the extent that it does not mention as to whom we are making a recommendation to. If you see the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, the recommendation has to be made to somebody, whom are we making a recommendation to. A recommendation must specifically states that we are recommending to the Federal Government or to the Provincial Governments or to statutory bodies or to some other institutions to take effective steps for the eradication of child labour. So, I think it would be in the fitness of things and it would be an appropriate resolution if this would be amended to include, what the institution of the Federal Government and any other institution that Senator Mashhadi may feel has a linkage or is directly connected with it for him to be in a

position to properly fall within the ambit of resolution as contemplated by the Rules of Procedure. Thank you sir.

Mr. Presiding Officer: Now, the House is adjourned and will reassemble after 15 minutes.

(The House was then adjourned for Maghrib prayers for 15 minutes.)

[The House was then reassembled at 5:55 P.M. after Maghrib prayers with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.]

Mr. Chairman: Yes, Syed Muzafar Hussain Shah *sahib.*

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, as the Leader of the House was saying a little while back that they were making efforts for the Opposition to come back and the Committee that was constituted for talking to them, I think, had gone there also. I do not know what the results of that are but these efforts we were also made earlier. Sir, on a point of order, if you allow me, in the last two days there have been various serious developments viz a viz Pakistan's national security and negotiations with the Taliban. I think that the Senate and the National Assembly both as being sovereign Houses of Parliament for the people of Pakistan would need to take cognizance and to be in a position to dwell on the situation which is existing today in the aftermath of the drone attack, the repercussions or reappraisal of the position today viz a viz Pakistan's national interest and also the view point of all elected political parties both in the Senate as well as in the National Assembly of Pakistan. Therefore, it would be very essential

that the Opposition also partake in the proceedings of the Senate so that we would have a complete House participating in issues which concern the solidarity, sovereignty and national interest of Pakistan. This is all that I have to say. I hope that the parties concerned and the efforts of the Leader of the House will bear fruit and that the Opposition would come back and not make things into a matter of ego. Thank you sir.

Mr. Chairman: What about resolution Raja *sahib*? Would it be amended or we have to put in the same.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, there is no harm even if it is adopted because….

Mr. Chairman: Let us have a consultation.

اگر یہ مشہدی صاحب سے بات کر لیں۔

If they intend to amend it as proposed by Muzafar Hussain Shah *sahib*.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, I was only suggesting, if you would be kind enough to see that this House recommends and recommendation is always made to some source, to the Federal Government, to a statutory body, whom are we making a recommendation to? It would otherwise be a lacuna which needs to be abridged. So, therefore, I had made a suggestion for the consideration of Senator Mashhadi that if he felt it appropriate, perhaps he could add two words either in the beginning after the word "recommend" or after the words "take effective steps". If that amendment is made, it would be appropriate and the resolution

would be meaningful because presently it does not indicate as to whom is a recommendation being made to, sir.

Mr. Chairman: Col. Tahir Hussain Mashhadi *sahib.*

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, thank you very much. Sir, actually there is no proviso as such and it is not mandatory that the word the Government or whom we are recommending to should be mentioned. However, there is nothing wrong with it because when the Senate of Pakistan passes a resolution, it is naturally and it is in the rules that it goes to the Government and then the Secretariat staff sends it out on the reverse side to all the concerned departments. So there is nothing written as such as asked by the honourable Senator but I have no objection and I think it is a good suggestion. We can add these two words, nothing should be lost by adding these two words and I do absolutely agree with his three proposals that those are the steps that the Government can take. They should be added to the resolution and I think the resolution forms a better shape. Thank you.

Mr. Chairman: So the resolution would be:

> "This House recommends that the effective steps be taken by the Federal Government to eradicate child labour in the country".

So, any objection to the amendment? There is no objection to the amendment. Now I put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: Raja *sahib*, I have received the report which was asked from the Minister for Parliamentary Affairs regarding acquisition of land in Nowshera. I have gone through that report and primarily there is a legal concern on that. The amount which was to be deposited at the time of award, that was not. I have seen the report it has been deposited at different stages. It is a matter which concerns people of Pakistan and particularly they are being deprived of their right. I intend to constitute a Special Committee on this issue with the consultation of the Leader of the House and Leader of the Opposition.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: On our part sir, we have no objection.

Mr. Chairman: Thank you. Raja *sahib*, there is another issue and it is also a matter of public interest. It relates to the students of Islamabad. Since when the colleges which were earlier affiliated with the Punjab University, in the previous Government those were affiliated with the Quaid-i-Azam University. It has been reported in the press today that almost 4200 students have appeared for the exams of BA (Part-1), BSc (Part-1), B Com and the exams were held in June 2013. Four months have been passed and the Quaid-i-Azam University could not give them the results. So what I feel is kindly ask the authorities to what is the reason for that. Have a report from them, let it be discussed that why the students are being deprived of that.

وہ چار ماہ سے result کا انتظار کر رہے ہیں اور university result نہیں دے رہی۔

Their parents are passing through an agony and they themselves are passing through an agony. So kindly have a report from the Quaid-i-Azam University.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: O.K. sir.

Mr. Chairman: Thank you.

ظفر علی شاہ صاحب کا بھی یہ concern تھا، مجھے نظر آرہا تھا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! یہ اسلام آباد کے ہر طالبعلم کے لیے بڑا concerning issue ہے۔

Mr. Chairman: Point of order. Molana Ghafoor Haideri *sahib*.

Points of Order

Regarding Drone Attacks and Dialogue with Taliban

سینیٹر عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں اس point of order کے ضمن میں آپ کی خدمت میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ جناب چیئرمین! آج سے ڈیڑھ دو ماہ قبل All Parties Conference ہوئی تھی اور اس میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تحریک طالبان سے مذاکرات کیے جائیں گے۔ اس کانفرنس میں خوش قسمتی کی بات یہ ہوئی کہ پوری سیاسی اور عسکری قیادت متفق نظر آئی اور سب نے یہ طے کیا کہ اپنے ملک کے اندرونی مسائل جن کا تعلق خیبر پختونخوا، قبائلی علاقوں یا بلوچستان سے ہے، ان کو مذاکرات اور مفاہمت سے حل کریں گے۔ اس کے لیے کوششیں شروع ہوئیں اور یہ آسان کام نہیں تھا کیونکہ ایک عرصے سے دہشت گردی کی لہر چلی ہوئی تھی جس سے پورا ملک disturb تھا۔ یہ بہت بڑا کام تھا اور اس کے لیے home work بھی ضروری تھا۔ اس لیے حکومت نے اپنے طور پر تمام وسائل بروئے کار لا کر طالبان کی قیادت سے رابطے کیے اور وہ رابطے بھی حوصلہ افزا تھے۔ جب ہم نے مسئلہ یہاں پر اٹھایا تو وزیر داخلہ صاحب نے تمام سیاسی جماعتیں جن کا

تعلق حکومت یا اپوزیشن سے تھا، ان کو بلایا اور ایک مفصل briefing دی۔ اس پر تمام جماعتوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور انہوں نے بتایا کہ ایک آدھ دن میں باضابطہ مذاکرات شروع ہو جائیں گے اور ان مذاکرات کے بارے میں پوری قوم کو آگاہ کیا جائے گا۔ تمام اپوزیشن کی جماعتوں نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا لیکن اچانک ڈرون حملہ ہوا اور اس کے نتیجے میں طالبان کے ایک دھڑے کے قائد حکیم اللہ محسود جاں بحق ہو گئے۔ یہ ڈرون حملہ ایسے وقت میں ہوا جب وزیر اعظم صاحب بارک اوباما سے کہہ چکے تھے کہ ہمیں ڈرون حملے قبول نہیں ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب نے اس حوالے سے بتایا تھا کہ امریکہ نے کہا ہے کہ جب مذاکرات ہوں گے تو ڈرون حملے نہیں ہوں گے۔ اب پاکستان اپنے مسائل خود حل کرنے کے لیے مزاحمت کاروں سے مذاکرات کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہماری قیادت یہ باور کرا تی رہی ہے کہ امریکہ ہمارا اچھا دوست ہے مگر امریکہ نے اس موقع پر ڈرون حملہ کر کے یہ بتا دیا کہ میں تمہارا دوست نہیں ہو سکتا۔ امریکہ کی پالیسیوں اور اس کے کردار کے حوالے سے ہمارا ایک نقطہ نظر رہا ہے اور پاکستان یا اس خطے میں اس کا کردار یہ رہا ہے کہ اس نے ہمیشہ اپنے مفادات کو ترجیح دی ہے اور کبھی بھی ہمارے مفادات کو ترجیح نہیں دی۔ اس نے ہمارے ساتھ دوست کا نہیں بلکہ دشمن کا رویہ رکھا اور ہمیں اپنے ساتھ اس طرح نتھی رکھا جیسے آقا اور غلام کے تعلقات ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں کبھی اچھے دوست یا برادر کی حیثیت سے نہیں دیکھا۔ اس موقع پر انہوں نے ہماری ایسی کوشش کو سبوتاژ کیا اور گویا اس کوشش پر بھی ڈرون حملہ کیا جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ اس حوالے سے حکومت کو چاہیے کہ وہ ملک کی عزت اور وقار کی خاطر سخت فیصلے کرے۔ جناب چیئرمین! یہ قوم ایک غیور قوم ہے اور پاکستان کی افواج دنیا کی بہترین تربیت یافتہ، غیرت مند افواج میں شمار ہوتی ہے۔ ہمیں ایسے موقع پر اس طرح پریشان کرنا جب ہم اپنے مسائل حل کرنے جا رہے تھے نہایت مناسب ہے۔ اس سے پہلے جب قوم اور پوری قیادت ایک page پر نظر آئی تو جنرل نیازی کو شہید کیا گیا، ان کے ساتھ ہماری فوج کے جوان بھی شہید کیے گئے۔ پشاور میں church کا واقعہ ہوا۔ یہ قومی اتفاق اور یکجہتی پاکستان دشمن قوتوں کو پسند نہیں ہے بلکہ انہوں نے اسے سبوتاژ کرنے کے لئے، اس عمل میں بےاعتمادی پیدا کرنے کے لئے مختلف حربے شروع کیے ہیں۔ بعض قوتیں ایسی بھی ہیں جو پاکستان میں ہماری فوج سے بھی لڑ رہی ہیں اور وہ یہاں پر America کے agent کا کردار ادا کر رہی ہیں، Israel کے agent کا کردار ادا کر رہی ہیں اور بھارت کے agent کا کردار بھی ادا کر رہی ہیں، ان قوتوں کو بھی یہ بات پسند نہیں آئی۔ جناب عالی! میں سمجھتا ہوں اور میں اس ضمن میں تجویز کروں گا کہ پاکستان فوری طور پر اقوام

متحدہ میں جائے، اپنا مدعا پیش کرے اور drone حملوں کو رکوانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کرے۔ پوری دنیا میں سفارتی طور پر مہم چلائی جائے اور اسی طرح مرحلہ وار جس طرح وزیر داخلہ صاحب نے drone حملے کے نتیجے میں یہ بیان دیا تھا کہ پاکستان America کے ساتھ اپنے تعلقات کا ازسر نو جائزہ لے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات انتہائی اہم ہے۔ اس سے پہلے پارلیمنٹ نے متفقہ قراردادیں pass کی ہیں، ان میں بھی یہ بات موجود ہے اور وہ قراردادیں صرف پارلیمنٹ کی حد تک نہیں بلکہ پارلیمنٹ میں جتنی سیاسی جماعتیں تھیں، جتنی منتخب جماعتیں تھیں، ان سب کا موقف یہی تھا بلکہ قومی موقف تھا کہ پالیسیوں کا ازسر نو جائزہ لیا جائے۔ بدقسمتی سے اس پر پیشرفت نہیں ہو سکی، اگر ہم پیشرفت کرتے تو شاید آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم آج بھی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں گے تو ہمارے ملک سے اسی فیصد دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ NATO کو 2014 میں واپس جانا ہے تو ان کو supply کی ضرورت ہو گی اور اس وقت بھی NATO supply کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے کہ عمران خان نے اپنی پارٹی کے حوالے سے NATO supply کو روکنے کی ایک بات کی ہے، یہ اپنی حد تک اچھی بات ہے اور ہم بھی ہمیشہ یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ NATO supply کو بند کیا جائے اور drone حملے بند ہونے چاہئیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ تجویز کروں گا کہ یہ ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک صوبائی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ملکی عزت اور وقار کا مسئلہ ہے اور پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس حوالے سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت پھر All Parties Conference طلب کرے اور APC میں NATO supply کو روکنے کا فیصلہ کریں۔ ہم جب تک اس طرح سخت فیصلے نہیں کریں گے، عزت و وقار کے فیصلے نہیں کریں گے، غیرت کے فیصلے نہیں کریں گے تو نہ drone حملے بند ہوں گے اور نہ ہمارے ملک میں امن آئے گا۔ ہم آج بھی توقع رکھتے ہیں کہ ہم امن کی کوشش جاری رکھیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کچھ عبث ہو گا جب تک drone حملے ہوتے رہیں گے تو یہاں پر امن نہیں ہو گا۔ بہرحال میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور ہمیں یہ چاہئیے تھا کہ آج ہم یہاں پر کم از کم ایک مذمتی قرارداد pass کر لیتے لیکن قائد ایوان صاحب نے فرمایا کہ اس حوالے سے کابینہ کی meeting ہو رہی ہے۔ ہم بھی معلوم کریں گے کہ قومی اسمبلی میں کس طرح کی قرارداد آ رہی ہے تاکہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کی قرارداد میں یکسانیت ہو۔ ہم نے کہا کہ یہ ٹھیک اور

بہتر بات ہے، اس کا کل تک انتظار کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی اور بہت بڑا ظلم ہوا ہے، ہماری آزادی اور خود مختاری کو مسلسل challenge کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم کب تک اپنی آزادی پر اس طرح کی ضرب دیکھتے اور سہتے رہیں گے۔ میں ان ہی کلمات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین۔

Mr. Chairman: Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi, are you on a point of order?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes sir.

Mr. Chairman: Yes.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! کراچی میں operation at the request of MQM کیا گیا تھا، ہم نے ہی کہا تھا کہ کراچی میں بھتہ خوری ختم ہو، کراچی میں target killing ختم ہو، کراچی میں kidnapping for ransom, banks robberies, criminal gangs, mafias ختم ہوں۔ وہاں پر جو کچھ بھی ہو رہا تھا، وہ سب کے سامنے تھا اور آج بھی سب کے سامنے ہے کہ کراچی کا operation کتنا successful ہوا ہے، کتنا نہیں ہوا، the proof of the pudding is when we eating وہ سب کو نظر آ رہا ہے۔ آج بھی لوگ target killing میں مارے جا رہے ہیں، آج بھی بھتہ خوری ہو رہی ہے، آج بھی criminal gangs ایک دوسرے کو rocket launchers سے تباہ کر رہے ہیں۔ آج بھی kidnapping for ransom ہو رہی ہے، آج بھی in fact banks robberies زیادہ ہو گئی ہیں، مگر یہ تو debate کی بات ہے، میں وہ بعد میں کروں گا۔

جناب! میرا جو point of order ہے، وہ یہ ہے کہ جب یہ operation شروع ہوا تھا اور جب سب parties نے agree کیا تھا تو جو ایک basic چیز تھی، وہ یہ تھی کہ defence of the poor, meek, humble and innocent people of Karachi. ہم نے اس کے لئے گزارش کی تھی کہ ایک monitoring team ہونی چاہیئے، اس میں سیاستدان نہ ہوں، اس میں سیاسی

پارٹیوں کے لوگ نہ ہوں، کوئی بھی stake holder نہ ہو۔ اس میں from the media
independent people ہوں، from judiciary retired people ہوں، academic
professionals ہوں۔ مطلب ہے کہ respectable لوگ ہوں جو ensure کریں کہ
victimization نہیں ہو گی، یہ operation politicize نہ ہو جائے یا کسی ایک جماعت، ethnic
group کے خلاف نہ ہو۔ جیسا کہ بد قسمتی سے ماضی میں ہوا ہے جو پاکستان پر بہت ہی کالا داغ ہے کہ یہ
پاکستان میں ہوا ہے تو وہ دوبارہ نہ ہو۔ Unfortunately, lately custodial deaths بھی ہوئی
ہیں، ہمارے brave and dynamic media نے ان کو highlight بھی کیا ہے اور یہ پورے
پاکستان میں پتا ہے کہ یہ custodial deaths ہوئی ہیں، لوگ custody میں مارے گئے ہیں۔
Criminal is a criminal متحدہ قومی موومنٹ نے بالکل clear کر دیا ہے کہ اگر کوئی criminal
ہے تو after due process of law وہ criminal پایا جاتا ہے تو اس کو hang کریں، اس کو
shoot کریں۔ پاکستان میں ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے، ایک basic fundamental right
ہے، enshrined in the Constitution of Pakistan ہے کہ ہر شخص innocent ہے
until proven guilty اور ہر شخص کو due process of law کا حق ہے۔ کسی کی custodial
death نہیں کی جا سکتی، torture internationally ban ہے، پاکستان کے Constitution میں
ban ہے، پاکستان کے قانون میں ban ہے، کسی بھی citizen of Pakistan کو torture نہیں کیا
جا سکتا، کسی کو قتل نہیں کیا جا سکتا، اسی وجہ سے ہم کہتے تھے کہ ایک monitoring team ہو لیکن دو
مہینے گزر گئے ہیں اور ابھی تک monitoring team نہیں بنی۔ جناب والا! میں آپ کے through
on the floor of this honourable House, honourable Leader of the
House سے request کروں گا کہ most honourable Interior Minister سے
request کریں کہ please اپنا وعدہ پورا کریں، honourable Prime Minister of
Pakistan اور منسٹر صاحب نے جو فیصلہ کیا تھا اور یہ ان کی زبان کا فیصلہ تھا، اسے ہونا چاہیے، ایک
monitoring team ہو تاکہ یہ extra custodial deaths ختم ہوں۔ آج کراچی میں 8
missing persons ہیں جن کا کوئی پتا نہیں ہے، اسے بھی monitoring team دیکھ سکتی ہے
کیونکہ absolute power corrupts absolutely, جب آپ کسی کو power دیتے ہیں اور آپ
کو پاکستان کا تو پتا ہے کہ کوئی آدمی کتنا بھی innocent ہو اس کو پولیس مفت میں پکڑ کر تو لے جائے گی

لیکن کبھی بھی بغیر پیسے لیے نہیں چھوڑے گی۔ یہ ایک businessچل گیا ہے کہ دن میں 100لڑکوں کو اٹھایا جاتا ہےاور شام کو 80 کو چھوڑ دیا جاتا ہے، یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک independent, impartial and respectedلوگوں کی monitoring teamہوجو کہ ensure کرے کہ یہ operation in the right trackہو اور criminals پر actionہو۔ کراچی کو اس لعنت سے پاک کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عباس خان۔

سینیٹر عباس خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! مولانا صاحب نے drone attacks پر بڑی تفصیل سے بات کی۔ پاکستان کو آزاد ہوئے 67سال ہو چکے ہیں لیکن ہمارے بد قسمت لوگ 40سال سے اس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، ایک proxy warلڑی جا رہی ہے جس میں ساری دنیاinvolveہے، ہمارے ملک میں بھی مختلف issuesہیں، گورنمنٹ نے اپنی سوچ کے مطابق ایک علاقہ رکھا ہوا ہے۔

اس گورنمنٹ کے آنے کے بعد ایک اچھی شروعات ہوئی تھی، ایک امید پیدا ہوئی تھی کہ بات چیت شروع ہونے سے ہمارے لوگوں کے لیے امن کا راستہ پیدا ہو گا، 9\11کے بعد سے لوگ ایک عذاب میں مبتلا ہیں انہیں اس سے چھٹکارا ملے گا۔ تمام partiesکے لیڈروں کو اعتماد میں لیا گیا کہ اب باقاعدہ بات چیت شروع ہو گی لیکن اگلے ہی دن ایسا واقعہ ہوجاتا ہے کہ آج سارا ملک تذلزل کا شکار ہو گیا ہے۔ آخر اس کے پیچھے کون ہے، ہم نے دیکھ لیا کہ وہ طاقتیں اس ملک میں امن نہیں چاہتیں۔ جب امریکہ کا الیکشن ہوا تو وہ بھی انہوں نے ہمارے قبائلیوں کے نام پر جیتا، اسامہ، TTP، 9/11جیسے سارے واقعات۔ لیکن آج جب بات چیت کے ذریعےsitting Government کی کوششیں جاری تھیں اور ان کی طرف سے بھی یہی تھا کہ ہم اس بات چیت کو کامیاب کریں گے تو عین وقت پر ایسا واقعہ پیش آتا ہے کہ ہماری ساری بات چیت کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ وہاں سے لوگ ہجرت کر کے settled areasمیں آرہے ہیں۔

جب سے یہ واقعہ ہوا ہے تو کچھ پارٹیاں اپنے number scoringمیں لگ گئی ہیں، کوئی کہہ رہا ہے کہ ہم نیٹو سپلائی روکیں گے۔ اس موقع پر تو ہماری قوم کو یکجا ہونا چاہیے، ہم جو بھی فیصلہ کریں وہ اعتماد اور یکجہتی سے کریں تاکہ ہم دنیا کو ایک پیغام دیں کہ ہماری قوم کی ایک آواز ہے، ہم

انفرادی طور پر کتنا ہی اچھا فیصلہ کیوں نہ کریں لیکن اس کی فکر اور سوچ میں انفرادیت ہو گی تو دنیا میں اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جائے گا۔ میں اس ہاؤس کے توسط سے تمام parties کی leadership سے التماس کرتا ہوں کہ اس issue کو non serious نہ لیا جائے، انفرادی طور پر پارٹی کی number scoring نہ کی جائے، جیسے بھی فیصلے کیے جائیں اس کے لیے تمام پارٹیوں کو بلایا جائے، آیا وہ نیٹو سپلائی روکنے کی بات ہو یا کوئی بھی لائحہ عمل ہو یا امریکہ سے احتجاج کی بات ہو اس کے لیے پوری قوم کو یکجا کر کے ایک ہی پلیٹ فارم پر فیصلے کیے جائیں تو یقین مانیں یہ پوری قوم پر احسان ہو گا اور خصوصاً ہم قبائل پر بہت بڑا احسان ہو گا جو تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ اس طرف سے گولی چلتی ہے تو بھی قبائل مرتے ہیں اور اگر ادھر سے گولی چلتی ہے تو قبائل ہی مرتے ہیں۔ اس وقت کچھ پارٹیاں مختلف نعروں میں لگی ہوئی ہیں اور جو ہمیشہ election stunt کی سوچ رکھتی ہیں۔ اس وقت قوم نازک مرحلے سے گزر رہی ہے، بہت سے challenges ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ sitting Government تمام پارٹیوں کو اکٹھا کر کے ایک متفقہ فیصلہ کرے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا دوستوں نے کہا کہ 9 ستمبر کو APC ہوئی، اس کے نتیجے میں پوری civil اور military قیادت نے اتفاق کیا کہ طالبان سے مذاکرات ہونے چاہئیں۔ اس APC سے پہلے پیپلز پارٹی کی حکومت کے دور میں ان کے بلاوے پر تین APCs ہوئیں جس کا اعلامیہ یہی تھا کہ طالبان سے مذاکرات ہوں۔ جب طالبان نے مذاکرات کی پیش کش کی تو آخر میں ANP نے اور جمعیت العلمائے اسلام نے APC کی جس میں پاکستان کی پوری سیاسی قیادت نے شرکت کی بشمول (PML(N کی قیادت جو کل کی اپوزیشن اور آج کی حزب اقتدار جماعت ہے۔ اس میں یہ وعدہ کیا گیا کہ آئندہ جو بھی حکومت آئے گی اسی اعلامیہ کو سامنے رکھ کر آگے بڑھے گی اور طالبان سے مذاکرات کرے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ پوری سیاسی قیادت اور ملٹری قیادت اس بات پر متفق ہے کہ مذاکرات ہوں لیکن ستم ظریفی ہے کہ جب آپ وہاں سے اٹھ کر باہر نکلتے ہیں تو اپنے پروگراموں اور میڈیا کے talk show میں اپنے ہی فیصلہ پر تنقید کرتے ہیں۔ ایک طرف تو پوری دنیا کو وحدت اور اتفاق کا پیغام دیتے ہیں اور دوسری طرف میڈیا کے ذریعے اس فیصلے پر تنقید کی جاتی ہے۔ کیا یہ اچھے قوموں کے شایان شان ہے؟ کیا جو پارٹی 18 کروڑ عوام کی سیاسی قیادت کر رہی ہے اسے اس قسم کی باتیں زیب

دیتی ہیں؟ موجودہ mandate کے ساتھ جو پارٹی آئی ان کی قیادت، نواز شریف صاحب نے دو باتیں کیں، ایک بات انڈیا سے تعلقات کی اور دوسری بات طالبان سے مذاکرات کی کی۔ یہ بات انہوں نے اس وقت کی جب وہ ماڈل ٹاؤن میں تھے، وہ ابھی تک اسلام آباد نہیں آئے تھے اور بحیثیت رکن اسمبلی حلف بھی نہیں اٹھایا تھا لیکن کیا ہوا، ایک ہفتے میں ہی LoC پر جنگ شروع ہو گئی کیونکہ انہوں نے انڈیا سے مثبت تعلقات کی بات کی تھی، اس کے نتیجے میں LoC پر جنگ شروع ہوئی اور آج تک LoC پر جنگ جاری ہے۔ اس کے پیچھے کون سے محرکات ہیں، کون سی قوتیں ہیں۔

جب مذاکرات کی بات کی تو 48 گھنٹے میں ولی الرحمان کو نشانہ بنایا گیا، پھر اس کے بعد جب Prime Minister صاحب جنرل اسمبلی میں خطاب کرنے کے لیے جاتے ہیں تو پشاور میں چرچ پر حملہ ہوتا ہے تاکہ وہ پوری قوت سے اپنا موقف پیش نہ کر سکیں اور انہیں اس سوال کا سامنا ہو کہ آپ کن قوتوں سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں جو Christians کو بھی معاف نہیں کرتے اور مسلمانوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ آپ نے کیسے ان کے ساتھ مذاکرات کا فیصلہ کیا ہے۔ جب New York میں من موہن سنگھ صاحب سے ملاقات ہوتی ہے تو اس سے دو دن پہلے مقبوضہ کشمیر میں ان کی forces پر حملہ ہوتا ہے۔ جنرل نیازی کو مارا جاتا ہے اور انہیں نشانہ بنایا جاتا ہے اور شہید کیا جاتا ہے۔ ان تمام کڑیوں کو ملا کر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اندر بھی قوتیں ہیں جو امن نہیں چاہتیں اور بیرونی قوتیں بھی ہیں جو پاکستان کو غیر مستحکم دیکھنا چاہتی ہیں۔ اس وقت بھی اس اے پی سی میں ہماری قیادت نے، جمعیت العلمائے اسلام نے اس بات کی نشاندہی کی کہ جب بھی مذاکرات کی بات ہوتی ہے، امن کی بات ہوتی ہے تو مشکلات پیدا کی جاتی ہیں تاکہ حکومت کے لیے عملدرآمد کرانے میں دشواریاں پیدا ہوں اور آج وہی کچھ ہو رہا ہے۔ وفد انتظار میں تھا، حکیم اللہ محسود کی قیادت میں تمام طالبان شوریٰ اور کمانڈر اس انتظار میں تھے کہ امن مذاکرات کے لیے ایک میز پر بیٹھیں گے عین اسی وقت ان کو مارا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ اطلاع کس نے دی؟ حکومت کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ حکیم اللہ محسود کو تو آپ ایک مہینہ پہلے بھی مار سکتے تھے، دو مہینے پہلے بھی مار سکتے تھے عین وقت پر جب حکومت نے وفد بھجوایا، کل وہ جانے کو ہے آج رات کو آپ نے حکیم اللہ محسود کو نشانہ بنایا تاکہ مذاکرات کا یہ ماحول ختم کیا جا سکے۔ اس کی حکومت کو جانچ پڑتال کرنی چاہیے کہ یہ کس کی کارروائی ہے۔ اب یہ تسلسل کہاں سے ہے۔ جب مولوی نیک محمد سے امن کی بات ہوتی ہے تو اس کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مولوی نذیر سے جب امن کی بات ہوتی

ہے تو اسی وقت ان کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جب بیت اللہ محسود سے امن کی بات ہوتی ہے تو ان کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جب ولی الرحمٰن سے مذاکرات کی بات ہوتی ہے تو عین وقت پر اس کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حکیم اللہ کے ساتھ جب بات کرنے کی نوبت آئی تو ان کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

جناب چیئرمین! آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس خطے میں کون جنگ چاہتا ہے اور کون امن چاہتا ہے۔ وہی قوم اور سیاسی اور عسکری قیادت جو نو ستمبر کو اس بات پر متفق تھی کہ ہم مذاکرات کریں گے، آج جب ڈرون حملہ ہوا تو اسی قوم کی اب دو رائے ہے۔ کوئی اس ڈرون کو پاکستان کے مفاد میں سمجھتا ہے، کوئی اس ڈرون حملے کو پاکستان کے نقصان میں سمجھتا ہے۔ جو طبقہ اس ڈرون کو پاکستان کے مفاد میں سمجھتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خطے میں جنگ چاہتا ہے اور ان قوتوں کے لیے کام کر رہا ہے جو قوتیں اس خطے میں جنگ چاہتی ہیں۔ ویسے تو بدنام مولوی ہیں، مذہبی لوگ ہیں کہ وہ اس خطے میں جنگ چاہتے ہیں۔ گولی اور بارود کے ذریعے اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن اور شریعت چاہتے ہیں لیکن آج ہم ایک نئی تبدیلی دیکھ رہے ہیں کہ سیکولر طبقہ، اعتدال پسند اور جدت پسند طبقہ اپنے آپ کو روشن خیال کہنے والے بھی جنگ کے حق میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسئلے کا حل جنگ ہی ہے۔ ہم پچھلے بارہ سال سے جنگ لڑ رہے ہیں، مجھے بتا دیں کہ جنگ میں آپ نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ پچاس ہزار لاشیں آپ نے دیں، چھ سے سات ہزار فوجی اور پولیس کے نوجوان آپ نے گنوا دیے۔ آپ کی معیشت تباہ ہو گئی، آپ کی ملکی سالمیت خطرے میں پڑ گئی، آپ کی سرحدوں پر جنگ کا سماں ہے۔ اگر جنگ کا نتیجہ یہ ہے تو پھر جو بھی جنگ کے حق میں ہیں میرے خیال میں ان کو یہ جنگ مبارک ہو۔ اس کے لیے ہماری سفارشات یہ ہیں، ہم تجاویز دے رہے ہیں جیسے مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے کہا کہ ایک APC ہونی چاہیے اور یہ ایک پارٹی کا کام نہیں ہے۔ حکومت فوری طور پر آل پارٹیز کانفرنس بلائے اور امریکہ کے ساتھ دہشت گردی کی جنگ میں جو پالیسی ہم نے گیارہ، بارہ سال سے اپنائی ہے اس پر نظر ثانی کرے کہ کیا یہ پالیسی پاکستان کے مفاد میں ہے یا نقصان میں ہے۔ اگر مفاد میں ہے تو جاری رکھے اور اگر نقصان میں ہے تو پالیسی پر متفقہ قرارداد کے نتیجے میں نظر ثانی کرے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ سینیٹ میں ایک متفقہ مذمتی قرارداد منظور ہو جس میں اپوزیشن بھی شامل ہو اور تیسری بات یہ ہے کہ طالبان سے مذاکرات کا سلسلہ ختم نہیں ہونا چاہیے اس امید کے ساتھ کہ ہم مذاکرات کریں گے اسی میں ہمارا، اٹھارہ کروڑ عوام اور ریاست کا مفاد ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین!ڈرون حملے پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے بلکہ ڈرون حملوں پر بھی بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔2004 سے ہم اس کی مذمت کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ ڈرون مار مار کر نہیں تھکا اور ہم مذمتیں کرتے ہوئے نہیں تھکے۔اگر مقابلہ کیا جائے تو آپ کو برابر وزن نظر آئے گا کہ جتنے حملے ہوئے ہیں اس سے دوچار زیادہ ہی مذمتیں ہوں گی لیکن یہ آخری ڈرون حملہ جس کا ذکر ابھی مولانا حیدری صاحب اور حضرت فرمارہے تھے اور اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی، افسوس تو اس بات کا ہے کہ دوستی بھی ہماری ان سے ، پوری دنیا کے امن کی خاطر ہم نے اپنے امن کو بھی تباہ کردیا۔ پچاس ہزار جانیں ضائع کردیں، معیشت کا ستیا ناس ہو گیا، کوئی گھر ، کوئی محلہ رات کو نہ سکون سے سوتا ہے نہ سو سکتا ہے۔ہر گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے لیکن آفرین ہے اپنے اس دوست پر ، اپنے اس یار پر کہ جس کی خاطر ہم front line state بنے ۔میں پچھلی حکومتوں کا ذکر نہیں کروں گا اور ان کی اس وضاحت کا بھی ذکر نہیں کروں گا کہ پاکستان کی حکومتوں کی اجازت سے ہم یہ کر رہے ہیں اور کرتے رہے ہوں گے۔میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف موجودہ democratic قیادت کی بات کروں گا جو پاکستان میں چار ماہ پہلے منتخب ہو کرآئی ہے، جو امریکن قیادت سے مل کر بھی آئی اور جو اقوام متحدہ میں پوری دنیا کی قیادت سے بات بھی کر کے آئی اور وہاں پر بھی ڈرون حملوں کے بارے میں جس دلیرانہ انداز سے اور جس حقیقت پسندی سے پاکستان کی قیادت جناب میاں نواز شریف صاحب نے اس کا ذکر کیا وہ پوری دنیا نے سنا۔اقوام متحدہ کے اس ہال میں بھی اور پھر اس کمرے بھی جس میں پوری دنیا کی single horse race میں جو طاقت آتی ہے امریکہ بہادر، ان کے ساتھ بھی وہ بات کر کے آئے۔ ہمیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ کیا اب وہ دوست ہماری اندرونی سیاست میں ، اندرونی اقدامات میں مداخلت کریں گے جو ہماری حکومت لے رہی ہے اور جس کا ذکر ابھی نو ستمبر اور اے پی سی کے حوالے سے ہوا جس میں پہلی بار پاکستان کی عسکری اور سیاسی قیادت اور civilian political force اس نکتے پر اکٹھے ہوئے کہ ہم طالبان سے بات چیت کرتے ہیں اور جب بات چیت ripe ہوئی تو جس طرح میرے دوستوں نے فرمایا کہ عین اس لمحے حملہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ حملے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔آئندہ کیا ہوگا یہ تو پاکستانی قوم اور قیادت فیصلہ کرے گی اوروہ ہوگا لیکن عین اس لمحے وہ حملہ کر کے پاکستانی حکومت کی کوششوں کو ، پاکستان کی قیادت جناب میاں نواز شریف

صاحب کی کوششوں کو جس انداز سے hit کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ میں ڈکشنری میں ڈھونڈتا رہا کہ اس مذمت کے علاوہ کوئی اور سخت لفظ ملے وہ استعمال کیا جائے مگر نہیں ملا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج یہ صرف حملہ نہیں ہے یہ پاکستان کے، sovereign country کے اندرونی معاملات میں مداخلت بھی ہے، ممکن ہے آپ نے شوق پورا کردیا ہوگا اپنے بارود کا کہ آپ کا بارود بغیر پائلٹ کے اپنے نشانے کو کس طرح مارتا ہے، ممکن ہے آپ کو کوئی شخص مطلوب ہو اور آپ نے اس کو بھی مار دیا ہو لیکن آپ کو یہ بھی خیال کرنا اور سوچنا ہوگا کہ آپ نے اس مطلوب فرد کے ساتھ ساتھ کچھ بے گناہ لوگوں کو بھی مار دیا ہے اور آپ کی یہ واردات عرصے سے چلی آرہی ہے ہم بھی 2004 سے یہ دیکھ رہے ہیں، آج آٹھ نو سال گزر چکے ہیں۔ بے گناہ لوگوں کو بھی آپ نے مارا اور ایک sovereign country پاکستان کی اندرونی سیاست کو خراب کرنے کی بھی آپ نے کوشش کی۔ یہ کہاں کی دوستی ہے؟

جناب چیئرمین! مت بھولیں، اس میں کوئی شک نہیں، پوری دنیا جانتی ہے کہ روس کے debacle کے بعد عالمی طاقتوں کے balance میں بڑی کمی آئی ہے اور معاملہ one sided ہوگیا ہے۔ امریکہ بہادر، اکیلا سرکش گھوڑا پوری دنیا میں دوڑ رہا ہے لیکن میں اس سرکش گھوڑے کو، آپ کی اور اس ایوان کی وساطت سے یاد کرانا چاہتا ہوں کہ ہوش کے ناخن لو۔ ایک بار پھر عالمی طاقتوں کے balance میں انگڑائی آرہی ہے، وہ انگڑائی لے رہے ہیں اور تمہیں پتا چل چکا ہوگا کہ اگر آج سے ایک مہینہ پہلے پوری دنیا کے طاقتور ترین شخص، صدرِ امریکہ تھے تو آج دنیا کے مضبوط ترین شخص، روس کے صدر پیوٹن ہیں۔ اس لیے یہ مت بھولیں، خدا کے نظام کو challenge مت کریں۔ میں اپنی حکومت کے ان حضرات کے اس اعلان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں کہ جنہوں نے یہ کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں اپنی فارن پالیسی کو review کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین! اللہ معافی دے، یہ کوئی بھیڑ بکریوں کا ملک نہیں ہے۔ اس میں ایک civilized قوم رہتی ہے۔ یہ ملک ایک nuclear power ہے۔ اگر اس طریقے سے قوم کے ساتھ اور ہماری sovereignty کے ساتھ کھیلا جاتا رہا تو اس کے نتائج کبھی بھی، کسی وقت بھی، کچھ بھی ہوسکتے ہیں۔ میں دوبارہ بھرپور انداز سے اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں۔ میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اس فعل کو پاکستانی عوام نے پسند نہیں کیا۔ پاکستانی عوام پہلے ہی آپ کے

کارناموں سے خوش نہیں ہیں لیکن ہم پھر بھی اپنی دوستی کا حق ادا کرتے رہے ہیں۔ ہم دوستی کا حق آئندہ بھی ادا کریں گے لیکن اس انداز سے نہیں۔ برابری کی سطح پر آکر اگر آپ نے دوستی رکھنی ہوگی تو شاید آپ کو کچھ مل سکے یا کوئی دوست مل سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں کسی اور point of order پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ بے شک کسی اور پر بول لیں۔

Problems in CNICs and Passports for the People of Balochistan

سینیٹر عبدالرؤف: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت ایوان میں جو discussion چل رہی ہے، بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہم نے طے کیا تھا کہ جب internal اور external policy پر بات ہوگی تو اس وقت ہم پارٹی کے موقف کے مطابق اپنا بیان ریکارڈ کرائیں گے۔

اس وقت ایک سنگین ترین مسئلہ ہمارے صوبے اور بالخصوص پشتون بیلٹ میں درپیش ہے۔ کوئٹہ سے لے کر ژوب، لورالائی، چمن، ہرنائی، قلعہ عبداللہ اور پشین تک، ہمارے عوام کو ایک سنگین مسئلہ درپیش ہے۔ میں قائدِ ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ پاکستانی آئین کے مطابق سارے ملک میں عوام کے بنیادی، انسانی حقوق مساوی ہیں۔ پاکستانی شہری چاہے کسی بھی صوبے، کسی بھی شہر یا کسی بھی گاؤں میں رہتا ہو، آئین کے مطابق اس کے حقوق یکساں ہیں۔ میں خصوصاً دو محکموں کے حوالے سے بات کروں گا، ایک NADRA اور دوسرا پاسپورٹ کا محکمہ۔

جناب چیئرمین! آپ یقین کریں کہ اس وقت ہمارے صوبے اور خصوصاً پشتون بیلٹ میں، ہزاروں کی تعداد میں لوگ شناختی کارڈ بنوانے کے سلسلے میں پریشانی کا سامنا کررہے ہیں۔ شناختی کارڈ ایک بنیادی انسانی ضرورت ہے۔ ہر پاکستانی شہری کا، اس ملک کے قوانین کے تحت، یہ حق بنتا

ہے کہ وہ کم از کم اپنے لیے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ حاصل کر سکے۔ میں حق بجانب ہوں یہ بات کہنے میں کہ یہاں پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا اور ایک حد تک ہمارے صوبے میں بلوچ بیلٹ کے لیے جس طریقہ کار کا تعین کیا گیا ہے، وہ پشتون بیلٹ کے برعکس ہے۔ مثال کے طور پر جب ہمارے پاس 1974 کا شناختی کارڈ بھی ہو، پاکستانی پاسپورٹ بھی ہو، راشن کارڈ بھی ہو، اس کے باوجود جب ہم شناختی کارڈ لینے جاتے ہیں تو NADRA کی جانب سے ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ نکاح نامہ دکھائیں۔ جب ہم نکاح نامہ لے آتے ہیں تو پھر کہا جاتا ہے کہ والد کا نکاح نامہ دکھائیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عجیب طرح کے مطالبے کیے جاتے ہیں۔ تمام documents پورے کرنے کے باوجود، آخر میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ آپ کا شناختی کارڈ مرکز میں روک لیا گیا ہے، پھر اس کے پیچھے آپ بھاگتے رہیں۔

اس معزز ایوان کے توسط سے، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر سارے ملک میں ایک ہی قانون ہے تو پھر ہمارے ساتھ دوہرا معیار کیوں ہے؟ ہمارے صوبے میں اور بالخصوص پشتون بیلٹ میں دوہرا معیار کیوں ہے؟ اس حوالے سے میں قائدِ ایوان اور آپ تمام حضرات کی توجہ چاہوں گا کہ NADRA کے ڈی جی اور پاسپورٹ کے محکمے کے افسران کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ کم از کم ملک کے آئین اور قانون کے مطابق جو طریقہ کار لاگو ہوتا ہے، سارے صوبے میں اسے لاگو کیا جائے۔

Mr. Chairman: Rauf *sahib*, you are on Treasury Benches, you can discuss all these things with the Leader of the House.

آپ نے اس معاملے میں کبھی وزیرِ داخلہ صاحب سے رجوع کیا ہے؟

سینیٹر عبدالرؤف: جناب! یہی بات میں کہنا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ پارٹی کے چیئرمین، اس سے پہلے جو ہماری حکومت تھی، اس سے لے کر اب تک، محترم محمود خان اچکزئی صاحب دو بار یہاں ڈی جی صاحب کے دفتر خود گئے ہیں جبکہ وہ ان کاموں کے لیے کبھی نہیں جاتے۔ یہاں ہمارے قومی اسمبلی کے ممبر عبدالقہار خان وادان گئے ہیں، ہمارے صوبائی وزیر کئی بار یہاں آکر ان سے ملے ہیں لیکن NADRA والوں نے ایک نیا طریقہ کار نکالا ہے۔ وہاں جو بھی پشتون جاتا ہے، وہ elder لوگ جو وہاں کے رہنے والے ہیں، وہ جو basically وہاں کے local لوگ ہیں، ان سے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ افغانی ہیں، لہٰذا NADRA کے حوالے سے ہمیں یہ مسائل درپیش ہیں۔

اس کے ساتھ میں پریس گیلری میں بیٹھے اپنے پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے معزز صحافی حضرات سے ایک دردمندانہ اپیل کرنا چاہوں گا۔ ہم یہاں اپنے عوام کے بنیادی انسانی حقوق اور ان کے مسائل کے حوالے سے بات کرتے ہیں لیکن جب ہم صبح اخبارات اٹھاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان میں ہمارے چھوٹے صوبے کی، ان مظلوم لوگوں کی آواز نہیں ہوتی۔ میں دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے میرے معزز صحافی حضرات ہماری آواز کو بھی national voice میں شامل کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ ہم اپنے عوام کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 5th November, 2013 at 10:30 am.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the November 5, 2013 at 10:30 am]